جمہوریت اور جمہور

دنیا کی سب سے بڑی بے حقیقتی اور بے اعتباری کے اعتبار کا نام حکومت ہے۔ کچھ اعتراض؟ تو اسے اکیلا میرا ذاتی خیال سمجھ کر مجھے معاف کردیں۔ یوں میں نراج کا حامی تھوڑی نہ ہوں، نہ ہی کسی حکومت کا مخالف ہوں کہ بغاوت کے جرم میں ہر حکومت کا معتوب ہو جاؤں اور کہیں کا نہ رہوں۔ ذرا سوچئے تو یہ حضرت انسان کی سب سے بے وقوفی نہیں تو کیا ہے کہ اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہی پیروں میں زنجیر محکومی ڈال لیتا اور اس طرح ؎

جس کو دیکھو وہی زنجیر بہ پا ہے یارو

جب کہ انسان کا کوئی بچہ بھی اپنے کو حاکم سے کم تھوڑے نہ سمجھتا ہے۔ اصلاً یہی زنجیر محکومی ہے جو 'حاکم' کو جنم دیتی ہے۔ ہاں، یہ بات 'انڈا اور مرغی' کی طرح اب تک معمہ بنی ہوئی ہے کہ 'حاکم' پہلے پیدا ہوا کہ محکوم (یہاں حاکم مطلق کی بات نہیں، اسی خاکی حاکم یا مٹیالے راج کی بات ہے۔) اس کا حل ماقبل تاریخ کی اندھیری بھولن بھلیاں میں بھی ملنا ناممکن معلوم پڑتا ہے۔ ویسے یہ وہ بٹیر نہیں جو کسی اندھے کے ہاتھ لگ سکے۔ اسے چھوڑیئے آج کے دور کی زمینی حقیقتوں (Ground Realities) کو دیکھئے، اصلاً بے حقیقی کی یہ اٹکل پچو (حکومت) دنیا کی سب سے بڑی ضرورت بن گئی ہے بلکہ بنا دی گئی ہے۔ اس ضرورت کا انکار میں بھی نہیں کر سکتا،۔۔۔۔۔۔ نہیں تو وہ اعلیٰ درجہ کا نراج کا سامنا ہوگا کہ بس خدا ہی یاد آئے۔ اس ضرورت کے لئے ضروری زنجیر محکومی کے نام بدلتے رہے، عنوان بدلتے رہے۔ کبھی اس کا نام بیعت پڑا۔ کربلا میں بیعت اتنی بری طرح پامالِ انکار ہوگئی کہ پھر جانبر نہ ہوسکی۔ لیکن بیک ڈور سے یہ زنجیر محکومی پھر لے آئی گئی۔ تمدن کی پیش رفت کے ساتھ اس کو نئے نئے خوشنما نام ملتے رہے۔ ایسا ہی نسبتاً تازہ عنوان 'جمہوریت' کے نام پر دیا گیا۔ آج جمہوریت کا جادو چلتا ہے لیکن مسلمانوں کی تاریخ کے لئے جمہوریت کوئی اجنبی چیز نہیں۔ رسول اکرمؐ کے بعد ہی 'اجماع' کے نام کے سایہ میں جو ایجاد ابھری وہ جمہوریت ہی تو تھی۔ یوں، وہ اجماع والی جمہوریت یا آج والی جمہوریت ہو، اس میں جمہور یعنی عوام کی حیثیت ویسی کی ویسی رہی۔ بنیادی طور پر جمہور سے صاحبان اقتدار (یا ان کے اڑوسی پڑوسیوں) کا سلوک ویسا ہی رہا۔ ایسے میں جمہور کا بھلا غالبؔ کی جنت سے زیادہ نہیں (دل کے بہلانے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے۔) افغان اور عراق کی جمہوریتوں کا جو حشر ہوا وہ ڈھکا چھپا نہیں۔ پھر ان دنوں جو مصر میں ہوا یا ہو رہا ہے وہ بھی سامنے ہے۔ وہاں بھی تو جمہوریت تھی، اس جمہوریت کے نام پر جو کچھ تیس سال سے برداشت کیا جا رہا تھا اب ایسی کیا آن پڑی کہ اب ناقابل برداشت ہوگیا۔ آخر کار تحریر چوک کے اتنے بڑے مجمع کے سامنے بظاہر جمہوریت کی 'خودکشی' کا پنچ نامہ لکھا گیا۔ (اگر یہ کوئی قتل ہے، تو قاتل حسب دستور پردہ زنگاری میں ہی کم از کم اس وقت تک چھپا رہے گا جب تک زمانے کے اثرات باقی ہیں، موجودہ ماحول برقرار ہے اور خاص کر موجودہ ماحول ساز ہیں اور ان کی چلتی ہے۔) اس پر کچھ تبصرہ کرنا فاضل تجزیہ کاروں کا کام ہے۔ ہم تو بس ؎

تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

یہ عالمی سیاسی منظرنامہ کے بدلتے رنگ کوئی نیا راواقعہ ہے یا عالمی سیاسی بساط پر منصوبہ بند طور سے بدلتی ہوئی بازی کا حصہ ہے یا کسی غیبی اقتدار کا نقشہ ہے؟ اس سے قطع نظر ہماری دعا یہی ہے کہ جمہور جو سدا سے پیادے رہے، کسی نہ کسی کے ہاتھ کے مہرے رہے، اور ہمیشہ بلی کا بکرا بنتے رہے، خیر سے رہیں، محفوظ رہیں اور ان کے مفادات محفوظ رہیں، بس وہی ایک نافع، قادر کل ہی ان کے مفادات کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ یعنی وہی مفاد عامہ کو نعروں سے الگ اصلی روپ دے سکتا ہے۔

(م۔ر۔عابد)